السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

صدقۃ الفطر کے احکام تفصیلا بیان فرمادیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صدقہ فطر کا حکم:

صدقۃ الفطر ازروئے آیت کریمہ اوراحادیث صحیحہ فرض عین ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے : قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ ... سورۃ الاعلی ""فلاح پائی جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔" کیونکہ یہاں تزکیہ سے مرادازروئے حدیث مرفوع صدقہ فطر ادا کرنا ہے اور یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فان اللہ تعالی قال : قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ وَذَكَرَ ٱسۡمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ ١٥ ، ولابن خزیمة من طریق کثیر بن عبداللہ عن ابیه عن جده ان رسول اللہ علیه وسلم سئل عن ہذه الآیة، فقال : نزلت فی زکاة الفطر (نیل الاوطار للشوکانی 4/195)

فرمان الٰہی : "بے شک اس نے فلاح پالی جوپاک ہوگیا اور جس نےاپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا"۔ ابن خزیمہ میں کثیر بن عبداللہاپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا : "صدقۃ الفطر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری اورابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت ہے، نیز ابو العالیہ اورابن سیرین رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ساتھ اور بھی اکثر ویشتر کا یہی قول ہے، امام بغوی نے تفسیر معالم میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے:

وقال اخرون ہو صدقة الفطر، روی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه فی قوله تعالی : قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ ، قال اعطی صدقة الفطر، وقال نافع : کان ابن عمر اذا صلی الغداة یعنی من یوم العید قال یا نافع اخرجت الصدقة فان قلت نعم مضی الی المصلی وان قلت لا قال فالان فاخرج فانما نزلت ہذه الآیة فی ہذا، قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ الآیة۔۔۔ وہو قول ابی العالیة وابن سیرین، انتہی ملخصا (معالم 4/476-477)

دوسروں نے کہا کہ وہ صدقۃ الفطر ہے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے فرمان الٰہی قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ سے متعلق روایت ہے فرماتے ہیں کہ : جس نے صدقۃ الفطر ادا کیا اور نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت" ابن عمر رضی اللہ عنہ جب عید کے دن صبح کی نماز پڑھتے تو کہتے اے نافع! کیا آپ نے صدقۃ الفطر ادا کیا ہے؟ اگر میں کہتا کہ ہاں! تو عید گاہ کو چلے جاتے اور اگر میں کہتا کہ نہیں تو کہتے، اب ادا کردو، بے شک یہ آیت قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ ، اس بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی قول ابو العالیہ اور امام ابن سیرین کا ہے۔

اور صحیحین میں اعرابی کے واقعہ میں حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ فلاح اس کے لئے ثابت ہوئی ہے، جو صرف فرائض ادا کرے اور صدقۃ الفطر ادا کرنے والے کو بھی "افلح" یعنی (فلاح پائی) فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ صدقۃ الفطر بھی فرض ہے۔ کما لایخفی علی الفطین

قال اللہ تعالی : قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ ، وثبت انہا نزلت فی زکاة الفطر وثبت فی الصحیحین اثبات حقیقة الفلاح لمن اقتصر علی الواجبات۔ انتہی (فتح الباری 3/368)

"فرمان الٰہی قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ "زکاۃ الفطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور صحیحین میں، فلاح اس کے لئے ثابت ہوئی ہے جو صرف فرائض ادا کرے۔"

ان احادیث صحیحہ موعودہ میں سے ایک یہ ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنه قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

زکاة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وأمر بہا أن تؤدی قبل خروج الناس إلی الصلاة (رواہ البخاری و مسلم، بخاری زکوۃ حدیث 1580۔ مسلم 2/677، مصابیح السنة 2/25)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے، یا اس سے جو ان کے سوا اور کھانے کی چیزیں ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ آئندہ آئے گا" ہر"

(مسلمان میں سے غلام اور آزاد، مرد و عورت بچے اور جوان پر فرض کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لوگوں کے "نمازِ عید" کی طرف نکلنے سے قبل ادا کیا جائے۔" (بخاری و مسلم

اس حدیث سے صراحۃ فطر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں لفظ "فرض" موجود ہے اور فرض کے دوسرے معنی مراد لینا بغیر کسی قرینہ صارفہ کے صحیح نہیں، کیونکہ فرض کا یہ معنی حقیقت شرعیہ ہے، کما تقرر فی الاصول۔ اس باب میں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ طوالت کے خدشہ سے ایک پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صدقۃ الفطر کے فرض ہونے پر ایک باب قائم کیا ہے، مگر اس کی قضا نہیں ہے اور جو فرضِ عین ہے، اس کی قضا لازم ہو، قاعدہ حکمیہ نہیں ہے، بلکہ محض دلیل ہے۔ کما تقرر فی الاصول

صدقہ فطر کس پر فرض ہے:

صدقہ فطر ہر مسلمان، مرد و عورت، بچہ و جوان، غلام و آزاد اور امیر و غریب پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہے جیسا کہ حدیث مذکورۃ الصدر سے عیاں ہے کہ صاحب نصاب ہونے کی شرط نہیں بلکہ مطلق ہے، جیسے دار قطنی اور احمد کی روایت میں تصریح بھی ہے کہ فقیر پر بھی فرض ہے۔ اس کا استدلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کیا ہے کہ

(فطرۃ الصائم علی أنہا تجب علی الفقیر کما تجب علی الغنی وقد ورد ذلک صریحاً فی حدیث أبی ہریرۃ عند أحمد وفی حدیث ثعلبۃ بن أبی صعیر عند الدار قطنی) (فتح الباری 3/369، دار قطنی 2/148)

"روزے دار کا صدقہ فطر جیسا مالدار پر فرض ہے ویسا ہی تنگدست پر بھی ہے اور یہ مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دار قطنی میں ثعلبہ بن ابی صغیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صریحا منقول ہے۔"

مگر استطاعت ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ٢٨٦ ... سورۃ البقرۃ

لڑکی کا اگر مال ہو تو اس کا ولی اس میں سے صدقہ فطر نکالے اور اگر مال نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا جس پر اس کا نفقہ واجب ہو ادا کرے۔ یہی قول جمہور کا ہے، جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے:

(وجوب فطرۃ الصغیر فی مالہ والمخاطب باخراجہا ولیہ ان کان للصغیر مال والا وجبت علی من تلزمہ نفقتہ والی ہذا ذہب الجمہور) (نیل الاوطار 5/192)

"بچے کا اس کے مال میں سے صدقہ فطر کا واجب ہونا اور اس کا ولی اس کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے اگر مال بچے کا ہو، وگرنہ جس پر اس کا نفقہ لازم ہے صدقہ فطر بھی اس پر واجب ہوگا، یہی جمہور کا قول ہے۔"

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

(قولہ الصغیر والکبیر: ظاہرہ وجوبہا علی الصغیر لکن المخاطب عنہ ولیہ فوجوبہا علی ہذا فی مال الصغیر والا فعلی من تلزمہ نفقتہ وہذا قول الجمہور) (فتح الباری 3/368)

"ظاہر میں بچے پر اس کا وجوب ہے لیکن مخاطب اس کا ولی ہے تو ایسی صورت میں وہ بچے کے مال میں واجب ہوگا ورنہ وہ اس کے ذمہ ہوگا، جس پر اس کا نفقہ لازم ہے، یہی جمہور کا قول ہے۔"

غلام کا صدقہ فطر:

غلام کا صدقہ فطر اس کا مولی ادا کرے گا، کیونکہ مسلم میں ہے کہ مولی کے ذمہ غلام کے صدقہ فطر کے سوا کوئی صدقہ نہیں ہے، معلوم ہوا کہ غلام کا صدقۃ الفطر مولی ادا کرے گا۔

قولہ "علی العبد" آلخ ظاہرۃ اخراج العبد عن نفسہ ولم یقل بہ الا داوٗد وخالفہ اصحابہ والناس احتجوا بحدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعا لیس فی العبد صدقۃ الا صدقۃ الفطر اخرجہ مسلم ومقتضاہ انہا علی السید (انتہی ما فی فتح الباری 3/367) ملخصا بقدر الحاجۃ)

"اس سے ظاہر ہے غلام اپنا صدقہ فطر خود ادا کرے اور یہ قول صرف داؤد (ظاہری) کا ہے۔ ان کے اصحاب اور دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے (استدلال کیا ہے کہ: غلام کے ذمہ صدقہ فطر کے علاوہ کوئی صدقہ نہیں ہے۔ (مسلم 2/676) اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ اس کے آقا کے ذمہ ہے۔" (فتح الباری

احناف کے ہاں صدقہ فطر صاحب نصاب پر واجب ہے یعنی اس پر جس کے پاس زکاۃ کا نصاب ہو اور لڑکے کا صدقہ صرف باپ ادا کرے اور بقیہ امور درج بالا کے موافق ہوں گے۔ ہدایہ میں ہے:

(صدقۃ الفطر واجبۃ علی الحر المسلم اذا کان مالکا لمقدار النصاب فاضلا عن مسکنہ وثیابہ واثاثہ وفرسہ وسلاحہ وعبیدہ یخرج ذلک عن نفسہ ویخرج عن اولادہ الصغار ومما لیکہ انتہی ملخصا) (اولین: 208)

(صدقہ فطر آزاد مسلمان پر واجب ہے جبکہ وہ ایسی مقدار نصاب کا مالک ہو جو اپنے چھوٹے بچوں اور اپنے غلاموں کی طرف سے ادا کرے گا جو کہ اس کی رہائش گاہ، لباس، سامان، گھوڑے، اسلحہ اور غلاموں سے زائد ہو۔ (مختصرا"

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت:

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت نمازِ عید الفطر سے قبل ہے اور اگر کوئی عید سے دو یا تین یا زیادہ روز قبل ادا کر دے تو جائز ہوگا اور اگر نمازِ عید کے بعد ادا کرے گا تو ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ آیتِ مذکورہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ١٤ " کے بعد وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ١٥ " وارد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر نماز پر مقدم ہے، کیونکہ "فَصَلّٰى" فائے تعقیب کے ساتھ مذکور ہے جو کہ صدقہ کے بعد نماز کی ادائیگی کا فائدہ دیتی ہے۔ کما لا یخفی من لہ ادنی تأمل

اور حدیث میں ہے:

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال : " فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر طہرۃ ([1]) للصائم من اللغو والرفث ، وطعمۃ للمساکین   من اَداہا قبل الصلاۃ فہی زکاۃ مقبولۃ ، ومن اَداہا بعد الصلاۃ فی صدقۃ من الصدقات
(1](2

(کذافی منتقی الاخبار 2/156) وللبخاری وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم اَو یومین   انتہی)

(وفی موضع آخر ، والظاہر ان من اخرج الفطرۃ بعد صلوۃ العید کان کمن لم یخرجہا باعتبار اشتراکہما فی ترک ہذہ الصدقۃ الواجبۃ   (انتہی فی نیل الاوطار 5/194

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض فرمایا تاکہ روزے دار فضول اور نازیبا قسم کی باتوں سے پاک ہوجائے اور مسکینوں کو کھانا میسر آجائے ، جس نے اسے (عید کی) " نماز سے قبل ادا کیا تو وہ قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہے (ابوداوٗد ، ابن ماجہ) اور بخاری میں ہے کہ وہ عید الفطر سے ایک یا دو روز قبل ادا کر دیتے تھے۔

(اور ایک دوسرے مقام پر ہے : پتہ چلتا ہے کہ جس نے صدقہ فطر نماز عید کے بعد ادا کیا گویا کہ اس نے وہ ادا ہی نہیں کیا ، کیونکہ اس واجب صدقہ کے ترک کرنے میں دونوں ہی مشترک ہیں ۔ (نیل الاوطار

صدقہ فطر میں کون سی چیزیں ادا کی جائیں :

: جو چیز طعام یعنی قابل قوت ہے اس میں سے صدقہ فطر ادا کرنا درست ہے ، جیسا کہ گیہوں ، جو ، پنیر ، خرما اور ستو وغیرہ ، جس طرح کہ حضرت عیاض بن عبداللہ بن ابو سرح العامری سے مروی ہے

(انہ سمع ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ یقول کنا نخرج زکاۃ الفطر صاعا من طعام او صاعا من شعیر او صاعا من تمر او صاعا من اقط او صاعا من زبیب   ) (رواہ البخاری ، فتح الباری 3/371)

(کہ انہوں نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں : ہم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) کھانے یا جو یا کھجور یا پنیر یا کشمش کا ایک صاع (فی کس) بطور صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔ " (بخاری "

صدقہ فطر کی مقدار :

صدقہ فطر کی مقدار گیہوں سے نصف صاع اور بقیہ چیزوں سے ایک صاع ہے جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ

خطب ابن عباس رحمہ اللہ فی آخر رمضان علی منبر البصرۃ ، فقال : اخرجوا صدقۃ صومکم ، فکان الناس لم یعلموا ، فقال : من ہاہنا ، من اہل المدینۃ قوموا اِلی اِخوانکم فعلموہم ، فاِنہم لا یعلمون ، فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الصدقۃ) (صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح) (الحدیث ، رواہ ابوداوٗد 1/229

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رمضان کے آخر میں بصرہ کے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا : اپنے روزوں کا صدقہ نکالو اور لوگوں کو اس بات کا علم نہ تھا ، سو آپ نے فرمایا : یہاں اہل مدینہ سے کون ہیں؟ اپنے بھائیوں کی طرف اٹھو اور " (انہیں تعلیم دو وہ بے علم ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور سے یا جو سے یا نصف صاع ([3]) گیہوں سے مقرر فرمایا ہے ۔ (ابوداوٗد

وقد نمقہ المھین محمد یٰسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی عفی عنہ سیاتہ

اسم مبارک مؤیدین علماء کرام :

لقد اصاب من اجاب ۔ ابوالقاسم محمد عبدالرحمٰن الدھوری ۔

اصاب من اجاب ۔ محمد حسین خان خورجوی

یہ جواب صحیح ہے ۔ حررہ ابوالعلی محمد بن عبدالرحمٰن الاعظم گڑھی المبارکفوری

جواب باصواب ہے ۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

المجیب مصیب ۔ محمد فقیر اللہ

الجواب صحیح ۔ والرای نجیح (محمد شمس الدین 1315ھ

عبدالجلیل عربی

ابو محمد عبدالحق 1305ھ

قد صح الجواب ۔ ابو محمد عبدالروٗف البھاری الماٗنفوری عفی عنہ

خادم شریعت رسول الاداب ۔ ابو محمد عبدالوہاب 1300ھ

خادم شریعت رسول الثقلین۔ محمد تلطف حسین 1293ھ

سید محمد عبدالسلام غفرلہ 1295ھ

((الجواب صحیح۔ عبداللطیف عفی عنہ ((عبداللطیف

محمد طاہر 1301ھ

وہ غریب مسلمان کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، بہت ہی بھوکا ہواس کے ذمہ کسی صورت صدقہ فطر (لازم) نہیں ہے، اگر اس کو دو وقت کا کھانا میسر ہو تو اسے دینا چاہیے اور یہ صدقہ اپنے اقارب اور غیر کو دے سکتا ہے اور صدقہ فطر جو بھی دے سکتا ہو اس پر فرض ہے۔ حررہ محمد امیر الدین حنفی واعظ جامع مسجد دہلی 1301ھ ((محمد امیر الدین 1301ھ

اصل لفظ طہرۃ ہے۔۔۔ (جاوید) [1]

رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، نیل الاوطار 5/195، حدیث حسن ہے، ابوداؤد 1/227، ابن ماجہ حدیث 1427، ارواء الغلیل حدیث 843 [2]

دیکھئے اسی کتاب کا ص کا حاشیہ 1 [3]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 129

محدث فتویٰ